ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 11 دسمبر 1964

ویلجی راگھوجی پٹیل

بنام

سٹیٹ آف مہاراشٹرا

[راگھوبر دیال اور جے آر مدھولکر، جسٹس صاحبان]

تعزیرات ہند، 1860 (ایکٹ 45، سال 1860)، دفعات 403 اور 409-شراکتدار-فرم کے رقومات کا حساب دینے میں ناکامی-اگر خیانتِ مجرمانہ یا جائیداد کے بے ایمانہ خُرد بُرد کا مجرم ہے۔

اپیل کنندہ ایک فرم میں عملی شراکتدار تھا۔ شراکتداروں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا کہ وہ شراکتداری کے واجبات کی وصولی کا کام جاری رکھے۔ اس الزام پر کہ اس نے کچھ رقوم کا خُرد بُرد کیا اور کچھ وصولی بینک میں جمع کرنے میں بھی ناکام رہا جیسا کہ اسے کرنا ضروری تھا، اسے تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت خیانتِ مجرمانہ کے جرم میں سزا سنائی گئی۔ سپریم کورٹ میں اپیل میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا کہ چونکہ اس نے شراکتدار کی حیثیت سے اپنی صلاحیت میں رقوم کا احساس کیا اور انہیں شراکتداری کے کاروبار کے لیے استعمال کیا، اس لیے وہ صرف اپنے شراکتداروں کو اکاؤنٹس فراہم کرنے کا ذمہ دار تھا اور ایسا کرنے میں اس کی ناکامی خیانتِ مجرمانہ کے مترادف نہیں ہوگی۔

حکم ہوا کہ: اپیل کنندہ کو خیانتِ مجرمانہ کا مجرم نہیں کہا جا سکا۔

اگرچہ ایک شراکتدار کے طور پر خیانتِ مجرمانہ کے مقصد سے شراکتدار کی ملکیت پر اس کا تسلط تھا لیکن اس طرح کے تسلط کا محض وجود کافی نہیں ہے۔ یہ مزید دکھایا جانا چاہیے کہ اس کا تسلط حوالگی کا نتیجہ تھا، یعنی استغاثہ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ شراکتداری کے اثاثوں پر تسلط، ایک مخصوص معاہدے کے ذریعے، ملزم کو سونپا گیا تھا۔ [432 E-G]

بھوبن موہن رانا بمقابلہ سریندر موہن داس، آئی ایل آر (1952) 2. کلکتہ 23 (ایف بی) نے منظوری دی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہاں تک کہ اگر اپیل کنندہ کو کچھ واجبات جمع کرنے اور بینک میں جمع کرنے کے حوالے سے حکم تھا، تو ایسا کرنے میں ناکامی جرم نہیں ہوگی، کیونکہ اسے دوسرے شراکتداروں نے بھی شراکتداری کے کاروبار کے لیے رقم خرچ کرنے کا اختیار دیا تھا.[434 D-E]

اپیل کنندہ ضابطہ کی دفعہ 403 کے تحت جائیداد کے بے ایمانانہ خُرد بُرد کا بھی مجرم نہیں ہوگا، کیونکہ اس کی شراکتداری کے تمام اثاثوں پر دوسرے شراکتداروں کے ساتھ غیر متعین ملکیت تھی اور اس طرح کے مالک کے طور پر، جو بھی ہو، اور جس بھی ارادے سے اس نے جائیداد کا استعمال کیا، وہ خُرد بُرد کا ذمہ دار نہیں ہوگا.[434 H]

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 43، سال 1963.

فوجداری اپیل نمبر 972، سال 1962 میں بمبئی ہائی کورٹ کے یکم فروری 1963 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل.

او پی رانا، اپیل کنندہ کے لیے.

مدعاعلیہ کی طرف سے پی کے چٹرجی اور بی آر جی کے اچار.

عدالت کا فیصلہ جسٹس مدھولکر نے سنایا.

بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے کی اس اپیل میں جو سوال زیر غور آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا کسی شراکتدار کو تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت اس بنیاد پر مجرم قرار دیا جا سکتا ہے کہ اس کی اس فرم سے تعلق رکھنے والے پیسوں کا حساب دینے میں ناکامی جس میں وہ شراکتدار تھا، خیانتِ مجرمانہ کے مترادف ہے.

تسلیم شدہ حقائق مختصر طور پر یہ ہیں:

فرم، میسرس بھارت سلپ پر امنڈل، جو عمارت کی تعمیر کے کاروبار کو جاری رکھنے کے لیے بنائی گئی تھی، اصل میں آٹھ شراکتداروں پر مشتمل تھی اور اپیل کنندہ اس کا عملی شراکتدار تھا. یہ فرم 1954 میں قائم کی گئی تھی. لیکن 6 فروری 1957 کو تین شراکتدار دستبردار ہو گئے اور باقی پانچ شراکتداروں نے کاروبار جاری رکھا. ان کے درمیان تنازعات پیدا ہوئے، جنہیں سالیسیٹر جناب جے ٹی دیسائی کی ثالثی کے لیے بھیجا گیا. بظاہر، ان کے فیصلے کی پیروی میں شراکتداروں نے 4 جون 1958 کو ایک نیا معاہدہ (نمائش N) کیا تھا. اس معاہدے کی وجہ سے فرم کے کاروبار میں اپیل کنندہ کا حصہ ایک روپے میں .50 nP کا ہونا تھا جبکہ باقی .50 nP میں دوسرے شراکتداروں کے مختلف حصص

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تھے. ناگنداس جیوراج مہتا، جو اس معاملے میں شکایت کنندہ ہیں، کا حصہ .6 nP تک تھا. اس معاہدے کے تحت فریقین نے نیا کام نہ کرنے کا فیصلہ کیا. معاہدے میں اپیل کنندہ کو تمام کھاتے مکمل کرنے کی ضرورت تھی اور فرم کے نام پر رقم ادھار لینے سے منع کیا گیا تھا. اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ "تمام زیر التواء بلوں، سیکیورٹی ڈپازٹس، دعووں وغیرہ کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ پلانٹ، مشینری وغیرہ کو نمٹانے کے لیے اپنی پوری کوشش کرے". معاہدے میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ اپیل کنندہ کے علاوہ دیگر شراکتدار، ضرورت پڑنے پر، زیادہ سے زیادہ -/25,000 روپے کی حد تک مزید مالی اعانت حاصل کریں گے لیکن یہ کہ اگر اس رقم سے زیادہ رقم درکار ہوتی ہے، تو وہ اضافی رقم تمام شراکتداروں کے ذریعے لائی جانی چاہیے جس میں اپیل کنندہ بھی شامل ہے "انفرادی طور پر فرم میں ان کے منافع اور نقصان کے حصص کے تناسب سے". اس معاہدے کی شق 8 نے اپیل کنندہ کو اپنے کھاتے سے 10,000 روپے کی رقم نکالنے کی اجازت دی "جلد ہی وہ فرم کے بلوں یا سیکیورٹی ڈپازٹس کے کسی بھی زیر التواء دعوے کو پورا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے." ہم نے اس معاہدے پر کچھ حد تک غور کیا ہے کیونکہ مسٹر رانا کی دلیل کے تناظر میں ان معاملات پر غور کرنا اس اثر سے متعلق ہو گا کہ اپیل کنندہ بطور عملی شراکتدار فرم کے کام کو جاری رکھنے کے لیے اپنی طرف سے کی گئی وصولی کو استعمال کرنے کا حقدار تھا.

شکایت کنندہ کے مطابق درخواست گزار نے -/8,950 روپے کی خرد برد کی جس میں درج ذیل چھ چیزیں شامل ہیں:

روپے.	2,871/-
	3,000/-
	1,100/-
	1,100/-
	750/-
	84/-
کل	8,905/-

ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندہ کو آخری دو آئٹمز کے حوالے سے بری کر دیا لیکن اسے پہلی چار آئٹمز کے حوالے سے مجرم قرار دیا.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل کنندہ تسلیم کرتا ہے کہ اسے ان چار چیزوں کا احساس ہوا لیکن اس کا کہنا ہے کہ اس نے شراکتدار کی حیثیت سے ایسا کیا اور اس نے انہیں شراکتداری کے کاروبار کے لیے استعمال کیا. لہذا، اس کے مطابق، وہ صرف اپنے شراکتداروں کو حساب دینے کا ذمہ دار ہے اور کسی بھی حالت میں اسے تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت کسی جرم کا مجرم نہیں کہا جا سکتا. وہ اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ شکایت کنندہ نے شراکتداری کو ختم کرنے اور کھاتوں کو پیش کرنے کے لیے مقدمہ دائر کیا ہے اور اس نے موجودہ شکایت کو صرف اس خیال کے ساتھ قائم کیا ہے کہ اپیل کنندہ کے لیے دیوانی مقدمے کا مناسب طریقے سے دفاع کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل بنا دیا جائے.

اپیل کنندہ کی جانب سے، یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ اگر استغاثہ یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو کہ اوپر مذکور چار آئٹمز کو اپیل کنندہ نے محسوس کیا تھا اور اس نے ان کا مناسب حساب نہیں لیا ہے تو وہ تعزیرات ہند کی دفعہ 409 کے تحت خیانتِ مجرمانہ کا ذمہ دار نہیں ہو گا لیکن یہ کہ اس کی ذمہ داری صرف دیوانی نوعیت کی ہو گی. اس تنازعہ کی حمایت میں بھوبن موہن رانا بمقابلہ سریندر موہن داس([1]) پر انحصار رکھا گیا ہے. وہاں فل بینچ نے مندرجہ ذیل سوال کو فیصلے کے لیے بھیجا تھا:

"کیا کسی ایسے شخص کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعہ 406 کے تحت فرد جرم عائد کی جا سکتی ہے، جو شکایت کنندہ کے مطابق، اس کے ساتھ شراکتدار ہے اور شراکتدار کے طور پر ان دونوں کی جائیداد کے سلسلے میں جرم کا ملزم ہے؟"

فل بینچ کی تشکیل کرنے والے تمام پانچوں ججوں نے اس سوال کا جواب منفی دیا. ہیرس چیف جسٹس کے ذریعے دیے گئے اہم فیصلے میں، انہوں نے نشاندہی کی کہ خیانتِ مجرمانہ قائم ہونے سے پہلے یہ ظاہر کیا جانا چاہیے کہ جس شخص پر الزام لگایا گیا ہے اسے جائیداد یا جائیداد پر تسلط سونپا گیا ہے اور یہ کہ ایک شراکتدار، عام طور پر، ایک مخلصانہ صلاحیت میں جائیداد نہیں رکھتا ہے. فاضل چیف جسٹس نے مزید نشاندہی کی کہ شراکتداری سے تعلق رکھنے والی کسی بھی چیز میں شراکتدار کا واقعی کوئی الگ یا متعین حصہ نہیں ہے. شراکتداری کے تحلیل ہونے پر اور اکاؤنٹ لینے کے بعد یہ پتہ چل سکتا ہے کہ ایک شراکتدار جو اثاثہ رکھتا ہے وہ پورے اثاثے کا حقدار ہے اور اس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے. انہوں نے انگریزوں کے اس نظریے کا حوالہ دیا کہ شراکتدار کے پاس اعتماد کی حیثیت سے شراکتداری سے تعلق رکھنے والی رقم نہیں ہوتی اور کہا کہ یہ نظریہ انہیں درست معلوم ہوتا ہے. قُین بمقابلہ اوکھوئے کومرشاو([1]) کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے جس میں ایک مکمل بنچ نے فیصلہ دیا تھا کہ ایک شراکتدار جو شراکتداری کی کسی بھی جائیداد کو جس کے ساتھ اسے سونپا گیا ہے یا جس پر اس کا تسلط ہے، بے ایمانانہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طور پر خُرد بُرد کرتا ہے یا اپنے استعمال میں بدل جاتا ہے، وہ تعزیرات ہند کی دفعہ 405 کے تحت جرم کا مجرم ہے، ہیرس چیف جسٹس نے مشاہدہ کیا:

"ایسا لگتا ہے کہ فل بینچ نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ جائیداد میں واقعی کوئی شراکتدار کا حصہ نہیں ہے جب تک کہ کوئی اکاؤنٹ (sic) نہ ہو اور یہ اچھی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ایک شراکتدار، جو اثاثہ رکھتا ہے، نہ صرف اس اثاثے میں شراکتداری کے معاہدے کے مطابق اپنے حصے کا حقدار ہے، بلکہ، حساب لینے پر، یہ پایا جا سکتا ہے کہ وہ پورے اثاثے کا حقدار ہے اور اس سے زیادہ قابل غور ہے. ایسی صورت میں، یہ مقدمہ ے کہا جا سکتا ہے کہ وہ خیانت مجرمانہ کا مجرم رہا ہے اور اس نے اپنے شریک شراکتداروں کے ساتھ بے ایمانانہ سلوک کیا ہے، اگر ایک اکاؤنٹ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کا حقدار تھا جو اس نے برقرار رکھی تھی؟"

انہوں نے ہندوستانی ہائی کورٹس کے متعدد فیصلوں کا حوالہ دیا ہے جن میں سے کچھ میں اوکھوئے کومر شاو (1) کے مقدمہ میں لیے گئے نظریہ کی پیروی کی گئی تھی. ان مقدمات میں سے ایک جگن ناتھ رگھو ناتھ داس بمقابلہ ایمپیرر (2) تھا جہاں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ شراکتداری کے پیسوں اور اثاثوں کا حساب کتاب کرنے میں ناکامی پر شراکتدار پر تعزیرات ہند کی دفعہ 406 کے تحت مقدمہ چلایا جا سکتا ہے. اس معاملے میں شریک جو ملزم تھا اسے دوسرے شراکتداروں کی طرف سے رقم یا جائیداد جمع کرنے کا اختیار دیا گیا تھا اور بمبئی ہائی کورٹ کے مطابق ان حالات میں اسے اس کی طرف سے کی گئی وصولی کا ذمہ دار ٹھہرایا. تاہم اس مقدمے کا فیصلہ کرنے والے فاضل ججوں نے نشاندہی کی تھی کہ عدالت کو اس قسم کے مقدمات کو بہت احتیاط سے دیکھنا چاہیے کیونکہ بہت سے معاملات میں یہ کہنا ناممکن تھا کہ ملزم کا حصہ کیا ہو سکتا ہے، آیا ملزم فرم کا مقروض تھا یا فرم اس کی مقروض تھی. ہائی کورٹ نے یہ بھی نشاندہی کی کہ اگر فرم اس کی مقروض ہے تو شراکتداری کی جائیداد کے ساتھ اس کے لین دین میں کوئی بے ایمانانہ ارادہ نہیں ہو سکتا. ہمارے سامنے ہونے والے دلائل میں، ان تین فیصلوں کے علاوہ، ہماری توجہ ہندوستان میں ہائی کورٹس کے کچھ اور فیصلوں کی طرف مبذول کرائی گئی. لیکن چاہے وہ ایک نظریہ اختیار کریں یا دوسرا وہ ان تینوں فیصلوں میں جو کہا گیا ہے اس میں اضافہ کرتے نظر نہیں آتے. اس لیے ہم ان فیصلوں کا کوئی حوالہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے.

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ بھوبن موہن رانا کے مقدمہ (1) میں کلکتہ ہائی کورٹ کے بعد کے فل بینچ کی طرف سے لیا گیا نظریہ درست ہے. دفعہ 405، تعزیرات ہند کے سادہ مطالعے پر یہ واضح ہے کہ اس سے پہلے کہ کسی شخص کے بارے میں کہا جائے کہ اس نے خیانتِ مجرمانہ کی ہے، یہ ثابت ہونا ضروری

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے کہ اسے یا تو جائیداد پر تسلط سونپا گیا تھا یا سونپا گیا تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے استعمال میں تبدیل کیا تھا یا قانون کی کسی بھی ہدایت وغیرہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسے ٹھکانے لگا دیا تھا. ہر شریک کا جائیداد پر تسلط اس حقیقت کی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ شراکتدار رہے. یہ ایک قسم کا تسلط ہے جو جائیداد کے ہر مالک کے پاس اپنی جائیداد پر ہوتا ہے. لیکن یہ اس قسم کا تسلط نہیں ہے جو دفعہ 405 کی ضروریات کو پورا کرتا ہے. کسی ملزم شخص کو جائیداد پر "تسلط" قائم کرنے کے لیے جائیداد پر اس شخص کے تسلط کا محض وجود کافی نہیں ہے. یہ مزید ظاہر کیا جانا چاہیے کہ اس کا تسلط تفویض کا نتیجہ تھا. لہذا، جیسا کہ ہیرس چیف جسٹس نے صحیح طور پر نشاندہی کی ہے، استغاثہ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اثاثوں یا شراکتداری کے کسی خاص اثاثے پر تسلط، فریقین کے درمیان ایک خصوصی معاہدے کے ذریعے، ملزم شخص کو سونپا گیا تھا. اگر اس طرح کے خصوصی معاہدے کی عدم موجودگی میں کسی شراکتدار کو شراکتداری سے تعلق رکھنے والی رقم ملتی ہے، تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے اسے مخلصانہ حیثیت سے حاصل کیا ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسے شراکتداری کی جائیدادوں پر تسلط "سونپا" گیا ہے.

مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہونے والے مسٹر چٹرجی نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس معاملے میں خصوصی معاہدہ ہوا تھا. ان کے مطابق، 7 جنوری 1959 کو ہونے والے شراکتداروں کے اجلاس میں لیے گئے کچھ فیصلوں کی بنا پر اپیل کنندہ کو فرم کے قرض دہندگان سے رقم کی وصولی کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اور اس لیے یہ ایک مخصوص حوالگی کا معاملہ تھا. وہ صرف اس بات کی نشاندہی کر سکتا تھا کہ اس میٹنگ کے منٹس میں آئٹم نمبر 15 تھا جو اس طرح چلتا ہے:

> "شری ویلجی بھائی شری کبلا سنگھ کے واجب الادا رقم کو فوری طور پر وصول کرنے پر راضی ہو جاتے ہیں اور اسے فرم کے بینکروں کے پاس جمع کر دیں گے."

تاہم، وہ مختصر روئدادوں میں اگلے آئٹم کی وضاحت نہیں کر سکے، جس کا متعلقہ حصہ اس طرح چلتا ہے:

> "(16) اگر مستقبل میں مزید رقم خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو اسے فرم کی وصولی سے خرچ کیا جائے گا اور کوئی بھی شراکتدار مزید رقم لانے کا پابند یا ذمہ دار نہیں ہوگا"

دونوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا مطلب صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ عملی شراکتدار کی حیثیت سے اپیل کنندہ کو شراکتداری کے واجبات کی وصولی کا کام جاری رکھنا چاہئے اور یہ کہ کبلا سنگھ نامی ایک شخص

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سے واجبات کی وصولی کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ انہیں بینک میں جمع کرایا جائے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ دوسرے شراکتداروں میں سے کسی کو بازیافت کرنے سے روکا گیا تھا۔ مزید برآں، اگر اسے اپیل کنندہ آئٹم 16 کا حکم بھی کہا جائے تو وہ اسے شراکتداری کے کاروبار کے لیے رقم خرچ کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ یعنی، اگر شراکتداری کے کاروبار کے لیے رقم درکار تھی، تو اپیل کنندہ پر اسے بینک میں جمع کرنا لازمی نہیں تھا۔ لہذا، ہماری رائے میں، اپیل کنندہ کو کبلا سنگھ سے وصول کیے گئے واجبات اور انہیں بینک میں جمع نہ کرنے کے حوالے سے بھی خیانتِ مجرمانہ کا مجرم نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ استغاثہ نے الزام لگایا ہے۔

مسٹر چیٹرجی آخرکار دعوی کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ کا عمل کم از کم جائیداد کے بے ایمانانہ خُرد بُرد کے مترادف ہو گا حالانکہ یہ خیانتِ مجرمانہ نہیں ہو سکتی ہے اور اس لیے اس کی سزا کو دفعہ 409 کے تحت سے دفعہ 403 کے تحت تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ دفعہ 403 اس طرح چلتی ہے:

> "جو بھی بے ایمانانہ طور پر کسی منقولہ جائیداد کا خُرد بُرد کرتا ہے یا اسے اپنے استعمال میں بدلتا ہے، اسے دونوں میں سے کسی ایک کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت دو سال تک ہو سکتی ہے، یا جرمانہ، یا دونوں کی سزا دی جائے گی۔"

یہ واضح ہے کہ جائیداد کا مالک، چاہے وہ کسی بھی طرح سے اپنی جائیداد کا استعمال کرے اور جس بھی ارادے سے کرے، غبن کا ذمہ دار نہیں ہو گا اور اگر وہ اس کا خصوصی مالک نہ بھی ہو تو بھی ایسا ہی ہو گا۔ جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، شراکتدار کے پاس شراکتداری کے تمام اثاثوں پر دوسرے شراکتداروں کے ساتھ غیر متعین ملکیت ہوتی ہے۔ اگر وہ ان میں سے کسی کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا انتخاب کرتا ہے، تو وہ دوسرے شراکتداروں کے لیے دیوانی طور پر جوابدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طرح وہ کسی خُرد بُرد کا ارتکاب نہیں کرتا۔ مسٹر چیٹرجی کی متبادل دلیل کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

نتیجے میں ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اس کے خلاف دی گئی سزا اور فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document